جلد ۹ نمبر ۳۴

# مضامین غیر

یکشنبہ ۷ ستمبر ۱۹۲۴ء

## بادۂ بے خمار

از مرزا نقیب الممالک

### باب دہم ۔ بیکاراں

باب عاشر مردمانِ تیرہ بخت
تنبلانِ تنبل بسیار و سخت
پرخوران تخمہ سخت و دبنگ
بیہشان برکش مست و ملنگ
رونق بازارشاں بیکار گے
چارہ ساز دردشاں بیچارگی
بہر تحصیل غذا از پشت بام
چشمشاں بر دود کش ہر صبح و شام
جلہ راز دور مطبخ بے زیاں
اذنِ فوری دادہ گویا میزباں
اذن فورے کے کنند دربان قبول
پیچش امعاد بر اذن دخول
دستہ ہم چوں خواتین با غلیف
در نعلشاں شیشہ بہر جائے وظیفہ
شاہد حال از نگشت اینجا صحیح
معدہ شاں بیشک و ہر اذن صریح
دستۂ دیگر ہستے با جنود
ظاہر از حسباد باطن از جلود
با عصا و کز لک و قیچی و دام
چوں محارب در قفائے خاص و عام
ہر کجا بینند در سر پنجہ زور
حملہ ور گردند چوں کلب عقور
خاصہ در دنبال ہر مست عفیفے
بر کشند از دل خروشش عفعفے
جائے خار ریش سبلتشاں کنند
جائے ناخنشاں سرانگشتاں بزند
آں یکے دامن بگیراند بصعت
سیمی از حق صغیر آرد بکفت
وانکہ بینی متقی منتی زاہد است
چوں دہی رشوت بناحق ہمچنا است
مے ستاند رشوت از حق صغیر
تا کنند اثبات حق ہر کبیر
ہر کجا دعوے خون ناحق است
او در اثبات قتل وکیل مطلق است
فتنہ در ہر قوم اگرچہ از تیغ است
ایں عنود اندر میاں ہیزم کش است
روز و شب در فکر اضمحلال خلق
ہیچو کلب افتادہ در دنبال خلق
کار ماہ و سالشاں قلاشی است
غایتِ آمالشاں کلاشی است
چینہ ہر یک در طمع قلابہا
ہر کلاشی ہر بینند خوابہا
آں یکے آید کہ اے بحر عطا
دوشش خوابے دیدہ ام ہر شما
در مکاں مرتفع گردے صعود
من فتادم پیش پایت در سجود
پس ز فرط ... بکشادم دہاں
گوئیم من مرا از خشم رہاں
چوں غیں ودیی مرا نبود است تنے
دردہا غم فصلہ اندر است تنے
اے عجب کاں لقمہ از کام ورے
رفت با گشت بے شم و استخواں
ہست تعبیرش کہ بخشی زرناب
ورنہ امشب میشود معکوس خواب
گو بہ آں یک مادرم در خواب دید
کز گفت مرے یکے شلوارش سرید
ناماد شلوار او دگیر بردل
رفت خوش خوش تا بہ .... خالہ دل
در جوابش گفت ایں خواب از رو است
چیست چہ تعبیرش کنی .... من است
جرگ دیگر شاعران و زد حیز
بستہ شہ داد دستشاں راہ گریز
شعر وزد و وزن بزد و تلتبان
الاماں از جور ایشاں الاماں
شعری وزد ندوی گیرند مزد
زن بزد واں یافتند از شعر دزد
از پے تادیب خلق از خاص و عام
در خراساں گشت ایں دفتر تمام
سالہا آتش بجاں افزود ختم
تا ادب از بے ادب آموختم
دُر ز معنی را نقیب الملک سفت
تعرف الاشیاء بالاضداد گفت
در شبابہ حال پختہ ہیچ خام
پس سخن کوتاہ باید والسلام

---

## تازہ غزل

از خامہ ڈاکٹر مولانا مرزا محمد ہادی بی اے پی ایچ ڈی

جب ازل میں حسن کی ... کارفرمائی ہوئی
نورِ آلِ عبا کی عالم آرائی ہوئی
کیا بجلی لگتی ہے زلف یا سنبل کھائی ہوئی
چاند سے رخسار پر بکھری ہوئی چھائی ہوئی
چاہیے جوہر ... حسینوں کا شرارت کے عوض
دشمنے کیا زینت تری اے چرخ مینائی ہوئی
پختہ کاروں میں نہیں کچھ اعتبار ننگ و نام
ہے کمال عشق اگر عاشق کی رسوائی ہوئی
بوئے پیراہن ... لائی ہے بزم ناز سے
مست ہے باد صبا پھرتی ہے اترائی ہوئی
عرش میں وسعت نہ تھی دل میں کہ گنجائش نہ تھی
بندہ پرور طور میں کیوں جلوہ فرمائی ہوئی
کیسی لذت ہے بیان آرزوے وصل میں
یہ کہانی گو کہ ہے سو بار دہرائی ہوئی
فی الحقیقت یہ بھی ہے معرفت وہ بھی ہے اثر
میری خاموشی ہوئی ناصح کی گویائی ہوئی
ہم نہ کہتے تھے کہ اسکا دیکھنا اچھا نہیں
اے دلِ بیتاب دیکھا کیسی رسوائی ہوئی
آرزوے وصل جاناں اور درد انتظار
شادی و غم کی بڑی مشکل سے یکجائی ہوئی
ناصح ناداں شبِ فرقت میں دہرانے لگا
وہ کہانی جس سے اکثر چھائی ہے نیند آئی ہوئی
کیا بگڑ گئی ہے ارباب غرض کی روک ٹوک
جب طبیعت جو کسی معشوق پر آئی ہوئی
یاد یار آتے ہی سب حرف غلط ہو جائیگی
وہ عبارت حضرت ناصح کی سمجھائی ہوئی
دست نازک سے شہیدان وفا کا قتل عام
اک تماشا ہو گیا دنیا تماشائی ہوئی
اپنی قسمت کے لکھے پر کیوں نہ اسکو ناز ہو
اسکے در پر جسکو توفیق جبیں سائی ہوئی
حضرت ناوک سے پوچھو تو ... یاد رہی
بعد توبہ کے بھی اکثر بادہ پیمائی ہوئی
تیرے مجبور ... ہیں ہی مسیحائی اثر
... آئی ہوئی
بس بس اے مرزا غزل ...
... گویائی ہوئی

## نامۂ دلاویز

مجمع فضائل میاں محمد حسن صاحب (علیگ) بعد سلام مسنون کے واضح ہو کہ خط تمہارا ملا جن الفاظ کی صحت تم نے دریافت کی ہے ان کے متعلق میں اپنی تحقیق ناقص کا اظہار کرتا ہوں بہتر ہوتا اگر تم لکھنؤ یا دہلی کے کسی محقق سے بھی دریافت کرتے۔ میں کیا اور میری تحقیق کیا۔ اک عمر میں نے اس کام میں گنوائی۔ لیکن علم سے معرا ہوں۔ خیر جہاں تک مجھے ان لغات کی صحت کا علم ہے بیان کرتا ہوں۔ سنو:- (۱) صاحب۔ بکسر سوم ہے یعنی بروزن غالب لیکن اردو میں بفتح سوم ہے اور کلمۂ تعظیم کے معنی میں مستعمل ہے جیسے نواب صاحب۔ شاہ صاحب وغیرہ۔ غالب کا مصرع ہے۔

"دمشق سے آتے تھے مانع مرزا صاحب مجھے"

ب۔ تب۔ شب وغیرہ اور اشعار میں قوافی ہیں۔ (۲) عورتیں شوہر کو بھی صاحب کہتی ہیں اور کبھی کبھی مرد بھی اپنی منکوحہ کو صاحب کہتا ہے۔

جان صاحب

منگل کا دن ہے صاحب ہو جائے گی وہ ڈبلی
بچی کو میری دیکھو مارو نہ تم خدا سے

میر انیس

بانو کے اضطراب پہ بولے شہ امم
فرمایا ناگوار ہے صاحب تمہارا غم

قواعد عربیہ کی رو سے تو اسم مونث کے ساتھ صاحبہ ہی بولنا چاہیے۔ یعنی بیگم صاحبہ۔ خانم صاحبہ وغیرہ لیکن فصحا سے اردو دونوں طرح بولتے ہیں۔

جان صاحب کہتے ہیں

بی جادو صاحب نے بھی کی پرورش بڑی
کہتا ہوں وہ آیا ہے اکثر ہمارے پاس

میر انیس حضرت زینب کے صاحبزادوں کی زبانی کہتے ہیں

"اماں صاحب ہوشیں گی کو فدا ہو لیں گی"

خلق دہلوی (الف) میں کہتے ہیں۔

امی صاحب میں آپ کا ہوں غلام

آقا کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ جیسے غالب کہتے ہیں

صاحب نے اس غلام کو آزاد کر دیا
بندگی کر چھوٹ گئے بندگی سے ہم

(۲) گل خودرو (بضم اول و دوم بیں ہے) اور روئیدن سے ہے۔ اس لیے گل خود رُو کہنا غلط ہے اور اس شعر کا دوسرا قافیہ صحیح نہیں ہے

دونوں ابرو ہیں صورت سے لو
گال ہیں غیرت گل خود رو

خود رُو بروزن خوشبو ہے۔ چنانچہ خسرو فرماتے ہیں

صبح چوں از سوئے مشرق رو نمود
صحن مینا روشنہ مینو نمود
شاخ عمرت سبزیا داتا ابد



دوائے ہر درد
طوفان و شورش ایک طرف، بندہ کا چرخا ایک طرف

زو توانند صد گل خود رو نمود

میر انیس

ہاتھوں میں نوبتیں سب گل خود رو لیے ہوئے
دوڑی صبا بہشت کی خوشبو لیے ہوئے

(۳) تحفہ۔ اردو میں عمدہ۔ بہتر نفیس کے معنی میں مستعمل ہے۔ جیسے میں آپ کو تحفہ پانی پلاتا ہوں۔ منیر شکوہ آبادی کہتے ہیں ع

لائے کھانے کو تحفہ تحفہ اچار

(۴) درجہ۔ بفتح اول و ثانی و ثالث ہے۔ قرآن پاک میں ہے الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم اعظم درجۃ عند اللہ اور فصحائے شیراز نے بھی یوں ہی لکھا ہے۔ حافظ فرماتے ہیں

کیمیا ئیست عجب بندگی پیر مغاں
خاک او گشتم و چندیں درجاتم دادند

لیکن اردو میں بسکون ثانی ہے۔

(۵) پھڑانا۔ گھوڑے کی جست۔ زعفران میر حسین

ع۔ جب باگ لی پر چھیوں پھڑا گیا گھوڑا

میری سمجھ میں تمہارا یہ مصرع نہیں آیا۔ ع

صبح کو طائروں کا پھڑانا

میں اسکے بدل دینے کی صلاح دیتا ہوں۔

(۶) رادھا نگری۔ ایک قسم کا ریشمی کپڑا جو رادھا نگر میں بنا جاتا ہے۔ ابتدا میں لکھنؤ کی عورتیں اسکی شلواریں وغیرہ بناتی تھیں۔ اب خبر نہیں کہ اسکا وجود ہے یا نہیں۔ جلال لکھنوی کی کتاب سرمایۂ زبان اردو اور فرہنگ آصفیہ میں یہ لفظ نہیں ہے۔ پھر یہ بتاؤ تو سہی میں کس کتاب کا حوالہ دوں۔ قمر اللغات میں میں نے جان صاحب کا یہ شعر لکھ دیا ہے

رادھا کو اپنے یاد کرے کیا وہ لال ہے
کون اس سے رادھا نگری کا کرتا سوال ہے

(۷) حسین بند (عورات لکھنؤ) ایک خاص قسم کا چاندی کا چھلا جو محرم کے دنوں میں پہنا جاتا ہے۔ بجز لکھنؤ کے کسی اور شہر میں اسکے پہننے کا رواج نہیں ہے۔ یہ گلے یا بازو کا زیور ہرگز ہرگز نہیں ہے۔ منیر کہتے ہیں

بتاتا ہے تجھے پنجۂ خورشید دست بیچ
بنوا حسین بند زرِ آفتاب کا

پنجۂ خورشید اور دست بیچ سے اسکا ثبوت ملتا ہے کہ یہ انگلی میں پہننے کی کوئی چیز ہے۔

(۸) ارسطو اصل میں بسکون رائے مہملہ ہے حضرت امیر خسرو فرماتے ہیں

ازیں چہ سود زباں در کمال حکمت او
کہ بو علی مقر و ارسطو با نکار ست

لیکن فصحائے اُردو کے کلام میں فتح دوم بھی پایا جاتا ہے۔ (۹) پارس بفتح رائے مہملہ ہندوستان کے اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ پارس وہ پتھر ہے اگر لوہے سے چھو جائے تو سونا ہو جائے۔ اور ملک ایران وغیرہ کو پارس ضرور کہتے ہیں لیکن بسکون رائے مہملہ۔ چنانچہ خواجہ حافظ رح فرماتے ہیں ؎

عراق و پارس گرفتی بشعر خوش حافظ　　بیا کہ نوبت بغداد و وقت تبریز ست

(۱۰) قالب بفتح لام صحیح ہے۔ امیر خسرو دہلوی ؎

ہے شب با صنم کجا رفت ہمہ شبہا　　گوں ہم ہست شب لیکن سیاہ اندو و پار سا

بیا اے جان سر تاب کہ تا زندہ شوم ازسر　　کہ پیش عاشقاں ارجاں تہی کردند قالب ہا

(میر انیس) ؎

بجائے شہر پہ خلعت و منصب کو چھوڑ کر　　روحیں روانہ ہو گئیں قالب کو چھوڑ کر

مجھے وہ بھی یاد آتا ہے کہ بکسر لام بعض فصحائے ہند نے لکھا ہے۔ ایک شعر یاد تھا لیکن اسوقت ذہن سے اتر گیا ہے۔ بدن۔ عورتیں شرمگاہ کے معنی میں بولتی ہیں۔ اور جسم کو بنڈا کہتی ہیں۔ اسلئے سمجھا یا مصرعہ بدل دینے کے قابل ہے ع "دریا اپنے بدن کا سبب جو ڑا" گلے کا جوڑا اگر بنا دو تو سقم نکل جائے۔ لال قلعہ کی مخدرات یوں ہی بولتی تھیں۔ میاں رنگین دہلوی کہتے ہیں ؎

اب کے وہ ہوئے مرے گھر تو علی جی کی قسم　　دوں گلے اپنے کا جوڑا تجھے بھاری دوتا

میں نے تمہاری مثنوی کا مطالعہ بھی کیا اور تمہارے استفسارات کا جواب بھی دیا۔ اس خط کو "اودھ پنچ" میں چھپوا دیتا ہوں کہ اگر مجھ سے کوئی خطا ہوئی ہوگی تو فصحائے عصر اسکی اصلاح کریں گے۔

راقم قمر گیاوی از چاکسہ

---

## مدراسی ملک الشعراء

ہمارے پاس جناب وزیر صاحب آنرا و سینہ نے ایک نظم بعنوان "الہام عشق" مصنفہ جناب مستطاب محمد عبدالرحمن صاحب شاطر و شمس العلماء لسان الحکمۃ بغرض مطالعہ و تنقید روانہ کی ہے۔ حضرت مصنف علام جسٹس سید امیر علی نواب عماد الملک۔ علامہ شبلی۔ ڈاکٹر اقبال۔ ڈاکٹر حافظ نذیر احمد۔ شمس العلما خواجہ حالی۔ شمس العلماء ذکاء اللہ خاں بہادر سید اکبر حسین اکبر جسٹس کرامت حسین مرحوم اور دیگر اعیان اہل قلم کے ممدوح ہیں۔

یہ اودھ پنچ کی خوش قسمتی ہے کہ اب اسکے ناظرین بھی مصنف ممدوح کے کلام سے لطف اٹھائیں گے۔ افسوس ہے کہ ہم اتنے عالی دماغ نہیں جو ایسے نازک مسائل کو سمجھ سکیں مگر ڈاکٹر اقبال لکھتے ہیں "کہ آپ کا کلام سراپا اعجاز ہے حکمت و فلسفہ مذہب کے حقائق سے لبریز ہے مجھے یقین ہے کہ اہل دل آپ کے اشعار کو حرز جاں بنائیں گے" ہم بھی اس شعر کی تائید کرتے ہیں۔

## الہام عشق

از بہر جاد نشہ ہوش ہا　　نامی رہا حس لذت و درد فنا

حیوان کو ذوق شہوت ہیچ اذلی　　کمفی کو ڈر بھی ساتھ مستقبل کا

دہری کو کمال یاس و تشویش فنا　　مادی کو آرزو کو حزن و خوف کرنا

فاسق کو عیش غفلت و فرزع و دعا　　قانت کو شکر صبر و امید و جزا

عاشق کو وجد و حال و ارمان لقا　　واصل کو بیخودی و مستی آنا

کامل کو قرب فرض و تسلیم و رضا　　مرسل کو ورد قرب اور نگرانی کا

خاتم کو قرب قرب یا اَوْ اَدْنٰی　　مَا زَاغَ وَمَا طَغٰی نتیجہ اس کا

اِنَّا اَعْطَیْنَا کی فتح صبح ضیا　　لَوْلَاکَ کا ملزوم وَمَا اَرْسَلْنَا

شاطر کو گدئے در آل عبا　　اعجاز الہام کیا۔ دعائے زہرا

حق ہمہ حق بحق بخش کردادا

اعیان مستند فارق مرتبہ!

در سنت حق لن تجد تبدیلا　　تصدیق یہی ہے دین و حکمت کی بنا

اس نقطہ پہ ارتقا سے جبرئیل پہنچا　　معراج و دو امانت کا سفر ادا ہوا

اندیشہ بنا براق گردوں پیما　　دل نے حق و یقین کو جانا مانا

بروقت رسول یہ بتانے آیا　　ابہشل۔ قوی۔ علیم ہے ایک خدا
　　اَنْتُمْ تَجْزَوْنَ مَا خَلَقْتُمْ عَبَثًا

معقول ہے مرجو ہے بقا بعد فنا　　ذرہ بار دل نشکر مغفرت میں ذرہ!

اور ذالی سیاست و تمدن کی بنا　　دل قرب عشق پر تسلیم تک پہنچا

اب مرکب عقل تھک گیا خوب ہوا　　جَفَّ الْقَلَمُ اَلْیَتہ ہے لا حول تھا

اور اپنی خودی کو مرکز شر دیکھا　　خضر اور سعادت فعلتہ بھی ہے بجا

ہے قتل غلام گرچہ شیئا نکرا　　معقول ہے خلق اور محسوس خدا

مکشوف ہوا غلط تو مشہود ہوا

اشراف خاطر و کرامت کے سوا

پایا واصل نے عیش سرمدآبا!

الہام عشق رمضان المبارک کی اکیسویں کا فیض ہے شعر بھی اکیس ہی ہیں اندازہ کرو کہ باب العلم کی غلامی نے شاطر کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے۔

### رباعی

دیکھو فیض غلامی آل عبا　　کیا خلعت نور ذہن نے ہے پایا!

اوہام سے پاک ہیں مضامین شاطر!　　الہام ہے القا ہے تخیل کیسا!!

غلام غلامان آل طاہر

محمد عبدالرحمن شاطر لسان الحکمۃ شمس العلماء

رکن خاندان نوابان کرناٹک۔ مصنف اعجاز عشق۔ زمیندار ٹناپوری ایجنٹ ہز ہائنس پرنس آف ارکاٹ جی۔ سی آئی۔ ای ممتحن مدراس و میسور یونیورسٹی۔ آنریری مجسٹریٹ مترجم گورنمنٹ مدراس۔

# اجنتر فی البلاد

گھبرایئے نہیں "اجنتر" کوئی جنتر نہیں ہے بات یہ ہے کہ جنتری کی عربی بندہ کو معلوم نہیں "تقویم" کی اصطلاح جنتری سے مطابق نہیں لہذا جنتری بجائے خود قائم رکھی گئی اور اس کے افعل التفضیل کا صیغہ گڑھ لیا گیا اب فقرہ عنوان کا ترجمہ لیجئے ہوگا

## دنیا کی بہترین جنتری

عرب میں مشہور ہے "ابلہ من باقل" یعنی باقل سے زیادہ احمق۔ ان کی حکایت یوں ہے کہ حضرت نے گیارہ روپیہ کو ایک ہرنی خرید فرمائی گلے میں رسی باندھ کے گھر لے چلے راہ میں کسی نے پوچھا کتنے کو مول لی آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کے دسوں انگلیاں دکھائیں منھ کھول کے زبان نکالی مطلب یہ تھا کہ دس اور ایک گیارہ درہم کو۔ آپ جانیے جنگلی ہرن کی رسی جو چھوٹی تو راستے چوکڑی بھری یہ جا وہ جا۔

"اجود من کعب بن مامۃ" یعنے کعب بن مامہ سے زیادہ سخی مسافرت میں پانی لے کے چلے راستہ میں جسکو پیاس لگی اس نے پی لیا خود پیاسے جنبکے سو کھا د "اشأم من رغیف الحولاء" یعنی حولا کی روٹی سے زیادہ منحوس۔ حولا ایک نان پز عورت تھی کسی شخص نے اس سے ایک روٹی چھین لی اسپر جھگڑا بڑھا اس جھگڑے میں ایکہزار آدمی مارے گئے۔

"ابخل من مادر" مادر سے زیادہ کنجوس۔ یہ حضرت ایک حوض میں اپنے اونٹ کو پانی پلا یا کرتے تھے اگر حوض میں پانی بچ رہتا تو اسلیئے کہ کوئی شخص پی نہ جائے اس میں ہگ دیتے تھے۔

اگر ہم سے کوئی پوچھے کہ دنیا میں سب سے بہتر جنتری کونسی ہے تو ہم جواب دینگے "شیعہ جنتری سنہ ۱۹۳۴ء اجنتر فی البلاد" یہ جنتری بجائے سالانہ کے ماہوار شائع ہوتی ہے۔ ہے تو اسلامی مگر پابندی انگریزی مہینوں کی ہے۔ جون میں جو نمبر شائع ہوا ہے اسکی تعریف و توصیف نہیں ہو سکتی کلمبس نے نئی دنیا ڈھونڈھ نکالی اور مؤلف جنتری نے ایک مدرسہ ڈھونڈھ نکالا جسکی صفت یہ ہے کہ بنا تو ۱۹۰۴ء میں لیکن بہ مشیئت ایزدی اپنے فیوض و برکات سے قرون اولی کو بھی مستفیض فرما رہا۔ بھئی واہ مدرسہ ہو تو ایسا ہو اور جنتری ہو تو ایسی۔ جو چیز ہے بصیغہ افعل التفضیل۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو واقعات کے اعتبار سے جنتری میں کوئی غلطی ہے منطق کے اعتبار سے البتہ چند طلبہ کا نام لکھنے سے رہ گیا شاید مدرسہ کے رجسٹر میں یہ نام نہ ہونگے ورنہ محقق مؤلف ضرور ان ناموں کو جنتری میں درج کرتا۔ کسی مدرسہ میں طلب علم کوئی عیب نہیں ہے بلکہ فضیلت ہے۔ علامہ مولانا سید ابوالحسن صاحب قبلہ مرحوم بنائے مدرسہ کے محرک اور مولانا سید محمد باقر صاحب قبلہ مجتہد العصر کے والد محترم تھے لہذا خود جناب مولانا سید محمد باقر صاحب قبلہ بھی اس مدرسہ کے متعلم ہوئے مگر ان کا نام غالباً رجسٹر میں نہیں ہے۔ از لقمان تا بہ سینہ علم از کہ آموختی گفت از بے علماں۔ جناب مولانا ابو صاحب مرحوم اس مدرسہ کے مدرس اعلی تھے تقاضائے منطق کے اعتبار سے معلم متعلم ہوتا ہے لہذا جناب ممدوح کا نام متعلمین کی فہرست

---

بعدالت جناب مرزا محمد رستم بخت صاحب ڈسٹرکٹ سب جج صاحب بہادر بریلی آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰ ضابطہ دیوانی

## سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۵۰ خفیفہ سنہ ۱۹۳۴ء

بعدالت جناب ڈسٹرکٹ سب جج صاحب بہادر مقام رائے بریلی

رام کمار [illegible] ولد [illegible] قوم برہمن [illegible] بے پو [illegible] مسماۃ [illegible] ساکن [illegible] پرگنہ [illegible] تحصیل [illegible] ضلع رائے بریلی۔ مدعی

بنام

[illegible] ولد [illegible] قوم مسلمان ساکن [illegible] پرگنہ [illegible] تحصیل [illegible] ضلع رائے بریلی۔ مدعا علیہ

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ [illegible] ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۳۴ء بوقت دس بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دعوی مدعی کا دو اور چونکہ وہی تاریخ جو تمہارے حضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوے کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز ان کو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ [illegible] ماہ اگست سنہ ۱۹۳۴ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

مہر عدالت

دستخط سررشتہ دار
محکمہ انگریزی
مورخہ [illegible] ستمبر سنہ ۱۹۳۴ء

---

بعدالت صاحب ڈسٹرکٹ سب جج صاحب بہادر رائے بریلی

## سمن بغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر [illegible] خفیفہ سنہ ۱۹۳۴ء پیشی [illegible] ستمبر سنہ ۱۹۳۴ء

بعدالت ڈسٹرکٹ سب جج رائے بریلی۔ مقام رائے بریلی

مسماۃ [illegible] بیوہ [illegible] قوم برہمن [illegible] ساکن موضع [illegible] پرگنہ [illegible] ضلع رائے بریلی۔ مدعی

بنام

[illegible] ولد [illegible] قوم پٹھان ساکن موضع [illegible] پرگنہ [illegible] ضلع رائے بریلی۔ مدعا علیہ

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت [illegible] کے دائر کی ہے لہذا تم کو حکم ہوتا ہے کہ تم بتاریخ [illegible] ماہ ستمبر سنہ ۱۹۳۴ء بوقت دس بجے اصالتاً یا معرفت وکیل کے جو مقدمہ کے حال سے قرار واقعی واقف کیا گیا ہو اور جو کل امور اہم متعلقہ مقدمہ کا جواب دے سکے یا جس کے ساتھ کوئی اور شخص ہو جو جواب ایسے سوالات کا دے سکے حاضر ہو اور جواب دعوی مدعی کا دو اور چونکہ وہی تاریخ جو تمہارے حضار کے لیے مقرر ہے واسطے انفصال قطعی مقدمہ کے تجویز ہوئی ہے پس تم کو لازم ہے کہ اپنے جواب دعوی کی تائید میں جن گواہوں کی شہادت پر یا جن دستاویزات پر تم استدلال کرنا چاہتے ہو اسی روز ان کو پیش کرو۔

مطلع رہو کہ اگر بروز مذکور تم حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ بغیر حاضری تمہارے مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ [illegible] ماہ اگست سنہ ۱۹۳۴ء میرے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

دستخط سررشتہ دار
محکمہ انگریزی

مہر عدالت

---

## لوگوں کی آواز

[illegible]

## ویدشاستری منی شنکر گووند جی
جام نگر کاٹھیاوار




## معاملۂ سوڈان

انگلستانی طمع: "ہم نے سوڈان فتح کیا۔ اپنے افسر بھیجے۔ ہم کوئی نہیں؟ کیا دل لگی ہے۔"

مصر: "مال ہمنے صرف کیا جان ہم نے کھپائی۔ چلے وہاں سے پرائے مال پر یا حسین۔ گویا ہم منہ پھیلانا جانتے ہی نہیں۔"

یں شمار ہونا بھی ایک فروگذاشت ہے۔ جناب محرک
مدرسہ نے حضرت ممتاز العلما اور استاذ و اساتذہ
مولانا مفتی محمد عباس مرحوم و مغفور سے علوم کا استفادہ
کیا مگر حضرت ممتاز العلما اور جناب مفتی صاحب قبلہ
کا نام متعلمین مدرسہ کے رجسٹر میں نہیں ہے۔ عجب
نہیں کہ جنت میں یہ دونوں حضرات رجسٹر کی اس
کوتاہی پر افسوس فرماتے ہوں۔ بلکہ خود حضرت
اللہ میاں شکوہ فرمائیں تو مقام حیرت نہیں۔ انبیاء
کرام کے صفات عین ذات ہیں کوئی ان کا استاد
نہیں ہو سکتا۔ پھر بھی آپ تعلیم دیتے رہے ہیں۔ حضرت
آدم کو اسماء کی تعلیم دی سلیمان کو منطق الطیر سکھائی
انسان کو بیان کی تعلیم دی۔ رسول مقبول سے
"اقراء" (پڑھ) کہا آخر یہ سب کسی مرئی یا غیر مرئی
مدرسہ میں ہوا ہوگا اگر ہمارا خیال صحیح ہے تو وہ
تعلیم گاہ شاید یہی مدرسۃ سلطان المدارس ہے۔
باشندے متعلمین و طلاب کے رجسٹر میں ان کا نام نہیں اگرچہ
کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ ہر رجسٹر کے سر پر بسم اللہ
تحریر ہے۔ تاہم رجسٹری سے نہیں وضاحت سے
دوسرے طلب کے نام گنائے ہیں ویسی وضاحت حضرت
اقدس الٰہی کے نام کے اظہار میں صرف نہیں کی گئی۔
آج شہر کے کئی آدمی اس حقیقت و شنیعہ کے شاہد
عینی ہیں کہ جبرئیل امین تسبیح و تقدیس کے طریقے اسی
مدرسہ سے یاد کرتے تھے۔ بارہا چھوٹی سی کتاب
بغل میں دبائے ایک طالب علم ان کو دکھائی دیا۔
پوچھا اسم مبارک فرمایا اس بندۂ خدا کو اسرافیل
کہتے ہیں لیکن یہ نام سنتے ہی لڑکے بھاگے کہ کہیں
صور نہ پھونک دیں جو دنیا الٹ پلٹ ہو جائے۔
بعض بیوقوفوں نے یہاں تک مبالغہ کیا ہے کہ جب
فرشتوں نے کہا ...... لا علم لنا الا ما علمتنا تو
انھیں حکم ملا کہ جاؤ مدرسہ میں داخل کر نام لکھواؤ۔
مدرسہ اسی لیے ہوتا ہے کہ لوگ اس سے فیضیاب
ہوں لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اجتہر فی البلاد
نے عمارت مدرسہ میں اٹرنے والی جبیل کو بھی شاگرد
بنا لیا آدمی کس گنتی میں ہیں۔ ایک مدرسہ کا
انھیں ہونا کوئی عجیب بات نہیں شناس سے

باکمال اشخاص کا نشو و نما کوئی انوکھی چیز ہے لیکن
دنیا بھر کے اہل کمال کو ایک ہی مدرسہ کی طرف
نسبت دینے ........ کی سعادت صرف
اجتہر فی البلاد کی سوانح نگاری کا حصہ ہے ماشاء
سبحان اللہ ع

آپ نے خوب پڑھا حضرت عمر کا احوال

واللہ ——— سلم

مبارک

فقیر ——— مستر

دل جلا شیعہ

---

## مولانا پینچ کی نوٹ بک

## خلیفہ نعوذ باللہ

بعض خلفائے بنی عباس کسی قدر بے پروا تھے
اور لہو و لعب اور تنعمات اور شاہانہ افعال سرزد ہوتے
تھے۔ ایک روز خلیفہ صاحب نے کسی مصاحب سے
کہا کہ میرے لیے کوئی خطاب تجویز کرو۔ خلفائے
بنی عباس کے لقب الناصر باللہ الواثق باللہ کے
وزن پر ہوتے تھے۔ مصاحب نے دست بستہ عرض
کی کہ حضور کے لیے زیادہ مناسب خطاب "نعوذ باللہ"
ہے۔ ہمارے نزدیک حجاز کے منصف اور عادل خلیفہ
شریف حسین بھی اگر اپنے واسطے کسی لقب کی تلاش
میں ہوں تو "نعوذ باللہ" نہایت مناسب ہے۔
حاجیوں کو آپ کی عہد حکومت میں جو آرام ملا اس کا
مقتضا یہی ہے۔ جس کسی حاجی سے آپ کے اخلاق
حمیدہ پوچھے جاتے ہیں وہ کہتا ہی "نعوذ باللہ
استغفر اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ"

---

## ہر کس بخیال خویش

یورپ کی مہابھارت (جنگ) کو دس سال گزرے
اس دہائی میں فرانس کو شام اور رور کا قبضہ ملا
انگلستان کو عراق عرب پر تسلط ہوا روس کو
آزادی نصیب ہوئی۔ تینوں سلطنتیں جرمن پیا

باقی سب کو خسارا ہوا یہ ان خوش نصیبوں کا حال
ہے جو فاعل مختار رہیں۔ اس کے بعد منفعت پر بھی ایک
سلطنت کہتی ہے ادھر لے تو ہو گیا خوفناک لڑائی
تھی اے بہن میں تو جب خیال کرتی ہوں کلیجا
بانسوں اچھلنے لگتا ہے۔ دوسری صاحب فرماتی
ہیں۔ خدا کے لیے بہن اس ذکر کو جانے دو خیال
کرنے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ تیسری کا
قول ہے تو کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ لڑائی اب ہوگی جب
اکارت ہے بہن میں تو گئی گذری حالت پر بھی
لاکھ فوج خاص ائرلینڈ کی حمایت کے لیے تیار رکھتی
ہوں دنیا بھر پر خیالی اور اعتقادی فتح پانے کا
دم داعیہ رکھتی ہوں۔ لیکن غریب ہندوستان
جب خیال کرتا ہے کہ جنگ کے دوران میں ۳ یا
آٹھ سیر بکتا تھا تو کہتا ہے یار وہی دن خوب تھے
بلا سے پیٹ تو بھرتا تھا۔ غلہ رفتہ رفتہ گراں ہونے
لگا لیکن ادھر کسی نے ہونٹ کھولے ادھر منھ پر
ہاتھ رکھ دیا گیا کہ چپ رہو ابھی سے غل مچاتے ہو
میاں یہ لڑائی ہے کوئی کھیل تماشا نہیں۔ لڑائی
ہوتی رہی نرخ کا پلہ بھاری ہوتا گیا۔ دنیا خون
اور صبر کے ساتھ جنگ کے خاتمے کا انتظار کرنے لگی
لے لیجیے ماموں سیام نے عین وقت پر بھانجوں پر
ترق بٹھایا اور سستو ہو گئی۔ لیکن پیٹ کی مار
کسی طرح کم نہ ہوئی سب سمجھے کہ لڑائی کا پیچھا بھاری
ہوتا ہے ابھی تھوڑے دن اور صبر سے کام لینا چاہیے
اچھا صاحب بڑے کی جان کو صبر کرتے ہیں۔ بات
کہتے چار یا پانچ سال گزر گئے اس قلیل مدت میں
گرسنگی کا علاج جس کسی نے بیان کیا اس نے
بغاوت کی علت میں جیلخانہ کی ہوا کھائی۔
لارڈ برکن ہیڈ کہتے ہیں کہ وزیر اعظم مسٹر لائڈ جارج
سیکنڈ انلائڈم نے ان لوگوں کے تصدق میں عروج
پایا ہے جو جنگ کے مخالف تھے یا بعد جنگ
پشیمان ہوئے۔ مگر لاٹ صاحب نہیں کہ وہ
معلوم ہوتے ہیں ابھی حضرت ہمارے دیر سے
سیکڑوں نے بعض بھوکوں کی دعا سے ترقی
پائی ہے اگر آپ چاہتے ہیں کی سب

گزشتہ جنگ کا سکہ دلوں پر قائم رہے تو اتحاد و دوستی سے پہلے جو سے مزدوروں کو حرام خور سرمایہ دار کے شر سے بچانے کی فکر کیجیے۔ ورنہ بالشوزم دنیا میں آگ لگا دے گا۔ اور ہزاروں برس سے سیکڑوں انقلابی طبقہ میں پیدا ہو جائینگے۔ وہ سانگھے کی چپے گی کہ پیا چپا کے باتیں کرنا بھول جائیے گا۔

## معلم الصبیان اور آجکل کے بعض جرائم

بچوں کے بیان کی مشہور ہے کہ بے وقوف ہوتے ہیں بادرست ہے مگر قوی ایسی مثالیں بھی موجود ہیں جنہیں حماقت کے ساتھ انھوں نے اپنا مطلب بھی نکالا ہے مثلاً جاحظ ادیب عرب کا بیان (بڑا ادیب) بیان کرتا ہے کہ ایک معلم صاحب دروازے پر بیٹھے کتے کی بولی بول رہے تھے میں نے اس سے سبب دریافت کیا تو فرمایا اس گھر میں ایک کھلنڈرا لڑکا رہتا ہے کمبخت نہیں آتا دن بھر کتے کے گلے میں رسی ڈالے گھوما کرتا ہے بندہ کتے کی بولی اس لیے بول رہا ہے کہ وہ آواز سن کے نکل آئے اور میں پکڑوں چنانچہ ایسا ہی ہوا صاحبزادے سمجھے کہ میرے کتے کو کچھ ایذا پہنچی ہے جھٹ باہر نکلے اور معلم نے کان پکڑے۔

ہندوستان کے بعض جرائم بھی اس معلم الصبیان سے کم نہیں کتب عالم میں جس قسم کے اطفال ہیں ویسی اسی قسم کی ترکیبیں اختیار کرتے ہیں کبھی دیوار پر کتے کی بولی بولتے ہیں کبھی مداری بن جاتے ہیں نیولے اور سانپ کی لڑائی کا تماشا دکھاتے ہیں کبھی چھیری بجاتے بندر نچاتے ہیں بہرحال شوقین اطفال کا مطلب پورا کرتے اور پھانستے ہیں۔ اب آجکل تو نت لا یموت صرف ہندو اور مسلم لڑائی پر موقوف ہے لہٰذا تمام ذکاوت اس مسئلہ پر صرف کیجا رہی ہے معلوم ہوتا ہے بہت چوٹ لگی ہے مدہیں ہیں انگلس کی طرح موقوف نہیں ہوتی۔ ہندو ذہنی طرف مستقل مسلمان ذہنی جانب میراج پا۔ مگر جہاں ساری [illegible] کا مقصود اپنا الو سیدھا کرنا ہے۔

## نیا مہدی اور کمشنر

کون کہتا ہے کہ رسالوں میں ہیجوں لطف اور مطلب کی کمی ہے۔ ابھی جو سے ایک تازہ نبی خبر میں بیان دعا اور تقدس کی صنعت میں اضافہ کرتا ہے چنانچہ سوز دم [illegible] ناقل ہے کہ پیالہ بیت میں ایک مہدی گھلولنے ہوئے جنھیں کا کہا ہیراماں کے پیٹ سے نکل پڑا [illegible] کو خدائی حفاظت پر بھروسہ نہ تھا اس وجہ سے کمشنر پولیس کو حفاظت کی درخواست دی گئی لطف یہ کہ صاحبزادے کی عمر پندرہ برس کی ہے پندرہ برس تک سرکاری حفاظت کی ضرورت نہ ہوئی اب مہدی صاحب خدا جانے کیوں ڈر گئے جو کمشنر کو درخواست دینا اور حفاظت کرنے پر آمادہ کرتے ہیں کہیں عالم بالا سے یہ حکم تو نہیں ملا کہ حفاظت کی درخواست کمشنر کی وساطت سے آنی چاہیے؟ واللہ اگر وہاں بھی یہ قانون جاری ہو گیا تو بڑی مشکل سے سامنا پڑے گا ہر مسجد ہر مجلس ہر خلوت ہر سجادہ پر ایک کمشنر کا وجود ضروری ہوگا۔ اور شاید سولہ برس کا حکمہ آرڈر سپاہی نہ کر سکے۔ اللھم تقبل دعائی بحق [illegible] الکمشنر کی پابندی زری شکل ہے۔ بہرحال نئی تہذیب زمانہ کا مہدی اسی شان کا ہونا چاہیے کہ کمشنر پولیس کی تولیت میں پروان چڑھے۔ دوسرا لطف یہ ہے کہ ایک محترم میں وہاں کے مسلمان اپنے ہندو بھائیوں سے شکایت کرتے ہیں کہ انھوں نے قبر پرستی و عزاداری میں رخنہ اندازی کی کا بیادیں۔ غریب اور مہدی صاحب یا آگے اور کے کان پر جوں نہ رینگی [illegible] یہ مہدویت نہیں دنیا زمین کی خدائی ہے جو قرآن کی الجھن کو دے زلزلہ تھا اور [illegible] ایسا ڈر پوک نہیں ہو سکتا لیکن ہو سکتا ہے کہ معاملہ حضرت کمشنر مثل المہدی علیہ السلام کے سپرد کر دیا گیا ہو۔ امید ہے کہ ترقی جمعیت کا مہدی عنقریب کسی مدرسہ میں داخل ہو کر سولہ برس کے امتحان کی تیاری

کر دیا۔ بھی یہ تحقیق کرنا چاہیے کہ اس سرحد پر بھی ایک خدائی حکم ہے خواہ خراب جان ہی کیوں نہ ہو۔

## توکل علیہ الرحمٰن

غریب ابن آدم کی پوٹلی میں ستو باندھے چلے جاتے تھے اور دل ہی دل میں دعا کرتے تھے۔ یا اللہ تیری مشکل آسان کر مصیبت کی گرہ کھول دے۔ دفعۃً پوٹلی کی گرہ کھلی ستو میں صحرائی خشک گری یعنی دعا قبول ہوئی ستارہ قرآنی سے لوگوں نے سمجھ لیا تھا کہ کبھی بارش گرمی موسم میں دعا درست جائے کی دعا میں مانگ رہے تھے کہ مصیبت کی گرہ کھل جائے۔ لے میرے بھائی چاروں سمت کتاب کی صورت نہیں کھلی پوٹلی کی گرہ کھل گئی ہے وعدہ سے ستو کی جگہ بالی برس رہا ہے مقصد ہندو نے جنھیں چھلنی میں آ گیا ہے عقب وارث کا وہ زور ہے کہ خدا کی پناہ رحمت عالم اور برکت کے سامان ہم۔ اس مفلسی میں شہر کو بندوستانی مرچی ہے یعنی جان بچا سے ہو مشکل کے سبب کو شکنجے والی ہے ترک کتے جیتے باندھی دن بدو صوم آ دعا بکرے بھی بھجوں۔ وانصاف تو گیا جہنم میں مگر وہ ہوتے کہ اسکے ساتھ ہی رشوت خوار اہل علم کی دوکان نہیں ترقی نہ کرے جو غریب مقدمہ بازوں کے مرحوم ہونے کو سامان کچھ زیادہ ہو جائے وہ چار سو زیادہ کمائیں پڑھنگی تو ہمیں سے درس میں فروغ ہے۔ غنی پڑ جائے دن بیٹے کی طرح ہزار ہم ہیں۔ یار ستو پھانکنا قسمت میں لکھا ہے ہی سہی۔ بچا کھوہ ور مرحوم بنانے والی گھڑی کا انتظار کرو جنجال گھرمیوں کے سامان پہنچ دم کی پوٹلی پر گھر بند آگیا ہے

## ضروری یادداشت

بارش کے مصائب میرا ایک جگہ کی سخت ضروری یاد دہانی کیجیے ذخیرہ کا اسٹاک خفا ہی تین کے جزیرے ٹیلیگرام کے لیے لائی ہے ایسے غضب کے کہ دہشت میں صاحب باڑہ فریاد ہو رہی ہے اکثر مرتبہ دو نمبر کا ساتھ شائع ہوتے ہیں اور بندوبست تک کام کا سلسلہ درست ہو جائے ناظرین سے استدعا ہے کہ بقیہ اشاعت کی فکر نہ فرمائیں کیونکہ تحقیقات کا بیان کیفیت بھی ساقط ہے اور ہو تو ہندی جدید سے پوچھ لیجیے